ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3 2024

شوکت صدیقی کے تین منتخب افسانوں کا موضوعاتی مطالعہ
(کیمیا گر، تیسرا آدمی اور عشق کے دو چار دن کے مطالعے کی روشنی میں)

A THEMATIC STUDY OF THREE SELECTED FICTIONS OF SHAUKAT) (SIDDIQUI

•[1] خادم شاہ

•[2] ڈاکٹر انوار الحق

ABSTRACT

Shaukat Siddiqui is a famed soul in Urdu literature. His contributions to the field encompass four novels, four short story collections, and two columns book compilations. He earned prominence with his magnum opus novel 'Khuda Ki Basti. His short stories shows thematic diversity, exploring topics such as: progressivism, violence, lawlessness, corruption, feudalism, romance, impact of World War II and topics such as refugee resettlement. His works give a subtle portrayal of societal issues, showcasing his mastery of storytelling and commitment to social commentary. In this column, thematic study of three short stories will be presented.

شوکت صدیقی 20 مارچ 1923ء کو لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ شوکت صدیقی کے والد کا نام الطاف حسین صدیقی ہے۔ ان کے والد کی اولاد کی تعداد آٹھ ہے۔ جن میں شوکت صدیقی چھٹے نمبر پر ہیں۔ الطاف حسین صدیقی کی اولاد کے بارے میں ڈاکٹر انوار احمد نے اپنی کتاب "شوکت صدیق شخصیت اور فن" میں اس طرح لکھا ہے۔

> "الطاف حسین اور ننھی بیگم کے ہاں پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ آٹھ بہن بھائیوں میں شوکت صدیقی چھٹے نمبر پر ہیں"۔(1)

شوکت صدیقی کی تصانیف میں چار افسانوی مجموعے اور چار ناول شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ دو کتابیں کالم نگاری کی بھی شائع ہو چکی ہیں۔ "تیسرا آدمی" شوکت صدیقی کا پہلا افسانوی مجموعہ ہے۔ اس میں کل گیارہ افسانے ہیں اور پہلی مرتبہ 1952ء میں مکتبہ لاہور سے شائع ہوا ہے۔ "اندھیرا اور اندھیرا" شوکت صدیقی کا دوسرا افسانوی مجموعہ ہے۔ اس میں کل نو افسانے ہیں اور پہلی مرتبہ مرکز ادب کراچی سے شائع ہوا ہے۔ "راتوں کا شہر" شوکت صدیقی کا تیسرا افسانوی مجموعہ ہے۔ یہ افسانوی مجموعہ ادارہ ادبیات لاہور سے 1956ء میں شائع ہوا ہے۔ یہ مجموعہ کل بارہ افسانوں پر مشتمل ہیں۔ "کیمیا گر" شوکت صدیقی کا چوتھا افسانوی مجموعہ ہے۔ اس میں افسانوں کی تعداد چھ ہیں۔ اس کو رکتاب پبلی کیشنز کراچی نے 1984ء میں شائع کیا ہے۔

ان افسانوی مجموعوں کے علاوہ شوکت صدیقی کے سولہ افسانے ایسے ہیں جو ان کے کسی بھی افسانوی مجموعے میں شامل نہیں ہیں۔ ان کے یہ افسانے مختلف رسالوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

"کمین گاہ" شوکت صدیقی کا پہلا ناول ہے۔ یہ ناول پہلی مرتبہ 1957ء میں بک لینڈ لاہور سے شائع ہوا تھا لیکن شوکت صدیقی نے اس کو نظر ثانی اور ترمیم واضافے کے بعد جون 1997ء کو دوبارہ رکتاب پبلی کیشنز کراچی سے شائع کیا ہے۔

• پی ایچ۔ڈی، سکالر، شعبہ اردو جامعہ پشاور
• ڈاکٹر انوار الحق، شعبہ اردو جامعہ پشاور۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3 2024

"خدا کی بستی" ناول پہلی مرتبہ 1957ء میں "نیا راہی" سے شائع کیا گیا ہے۔ یہ ناول قیام پاکستان کے بعد بننے والے معاشرے کی زندگیوں پر لکھا گیا ناول ہے۔ اس کے تقریباً سو سے زیادہ ایڈیشن چھپ چکے ہیں اور تقریباً 26 زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔ اس کو 1960ء میں آدم جی ایوارڈ بھی ملا ہے۔

"کوکا بیلی" شوکت صدیق کا تیسرا ناول ہے۔ اس کو پہلی مرتبہ 1962ء میں ادبیات نو لاہور سے شائع کیا گیا ہے۔ اس ناول میں شوکت صدیقی نے عورت کی جہالت اور توہم پرستی کو موضوع بنایا ہے۔ اس ناول کو شوکت صدیقی موضوع کے اعتبار سے مکمل نہیں سمجھ رہے تھے۔ اس لیے انہوں نے اس ناول پر دوبارہ کام شروع کیا اور 1990ء میں رکتاب پبلی کیشنز کراچی سے "چار دیواری" کے نام شائع کیا۔

"جانگلوس" شوکت صدیقی کا چوتھا اور سب سے ضخیم ناول ہے۔ یہ تین جلدوں پر مشتمل ہیں۔ ان تینوں جلدوں کو رکتاب پبلی کیشنز کراچی نے شائع کیا ہے۔ یہ استحصالی موضوع پر لکھا گیا ناول ہے۔

"طبقاتی جدوجہد اور بنیاد پرستی" شوکت صدیقی کے ان کالموں کا مجموعہ ہے۔ جو انہوں نے بحیثیت کالم نگار 1972ء سے 1978ء تک روزنامہ "مشرق" روزنامہ "مساوات" میں لکھے ہیں۔ یہ کالموں کا مجموعہ بھی کتابی شکل میں رکتاب پبلی کیشنز کراچی نے شائع کیا ہے۔

"گم شدہ اوراق" شوکت صدیقی کی آخری کتاب ہے۔ اس کو ان کی وفات کے بعد 2011ء میں نثار حسین نے رکتاب پبلی کیشنز کراچی سے شائع کیا ہے۔ یہ کتاب ان مضامین پر مشتمل ہیں۔ جن کو شوکت صدیقی نے ستر کے دہائی میں "الفتح" میں لکھے تھے۔ یہ مضامین ہجرت تحریک، غدر پارٹی اور کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے قیام وغیرہ جیسے موضوعات پر مشتمل ہیں۔ ان مضامین کو وہ نامکمل سمجھتے تھے۔ وہ ان مضامین پر مزید کام کرنا چاہتے لیکن اس دوران وہ وفات پا گئے اور ان مضامین کو نثار حسین نے "گم شدہ اوراق" کے نام سے شائع کیا۔

شوکت صدیقی کو کم عمری ہی میں علم وادب سے گہرا لگاؤ تھا۔ ایک تو ان کو لکھنو میں رہنے کی وجہ سے علمی و ادبی ماحول ملا تھا اور دوسری بات یہ تھی کہ ان کے والد مطالعے کے بے حد شوقین تھے۔ ان کے گھر میں کوئی باقاعدہ لائبریری نہیں تھی لیکن اس کے باوجود بھی ان کے پاس کتابوں کا اچھا ذخیرہ موجود تھا۔ شوکت صدیقی نے جب لکھنے کا آغاز کیا تو اس وقت ان کی عمر سترہ اٹھارہ سال کی تھی اور دوسری جنگ عظیم کا زمانہ تھا۔ ان کی پہلی تحریر "کون کسی کا" تھی۔ جس کے بارے میں وہ خود ایک انٹرویو میں اس طرح کہتے ہیں۔

> "ابتدا میں میرے بزرگوں نے میری حوصلہ افزائی کی بجائے میری حوصلہ شکنی بھی کی لیکن میں لکھنے سے پھر بھی باز نہ آیا۔ میری وہ پہلی تحریر جو شائع ہوئی ایک انگریزی نظم کا ترجمہ تھا۔ میں نے پہلی کہانی "کون کسی کا" کے عنوان سے 1941ء میں لکھی اور یوں میرے ادبی سفر کا آغاز ہوا"۔(2)

موضوعات کے حوالے سے ان کے افسانوں میں تنوع پایا جاتا ہے۔ ان کے افسانوں میں شہری زندگی، دیہاتی زندگی، اخلاقی زوال، نفسیاتی مسائل، سیاسی، مذہبی، معاشرتی مسائل، جنگ، بھوک وافلاس، جنس، رومان، رشوت خوری، قتل، اغوا، ڈاکہ، عورتوں، بچوں کا استحصال، پولیس کا جرائم میں حصہ، مہاجرین کی آبادکاری وغیرہ وغیرہ جیسے موضوعات پیش ہوئے ہیں۔ اب اس مقالے میں ہم شوکت صدیقی کے تین افسانوں کا موضوعاتی مطالعہ پیش کریں گے۔

اب اس مقالے میں ہم اُن کے تین منتخب افسانوں کا موضوعاتی جائزہ لیتے ہیں۔ موضوعاتی مطالعے کے حوالے سے ہم سب سے پہلے افسانہ "کیمیا گر" کا موضوعاتی مطالعہ پیش کرتے ہیں۔ اس افسانے میں تین موضوعات نمایاں ہیں۔ ان میں مہاجرین کی آبادکاری، معاشرتی اور مذہبی موضوع بیان ہوا ہے۔ اس کہانی میں احمد اور اس کا بڑا بھائی بیوی بچوں سمیت قیام پاکستان کے بعد ہجرت کر کے پاکستان آجاتا ہے۔ پاکستان میں ان کو رہائش کا مسئلہ پیش آتا ہے وہ ایک ایسے گھر میں رہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جو ان سے پہلے ایک گھوڑے کے اصطبل کے طور پر استعمال ہوتا تھا یہ گھر ایک کمرہ نما گھر تھا گرمیوں کے موسم میں سخت حبس ہوتا تھا۔ اس کمرہ نما گھر میں یہ سارے لوگ اس طرح سوتے ہیں کہ ایک چارپائی پر احمد کا بھائی سوتا جس کے بغل میں ایک بچہ ان کے ساتھ سوتا تھا۔ دوسری چارپائی پر ان کی بیوی ایک بچے کے ساتھ سوتی

تھی۔ باقی بچے چارپائیوں کے نیچے فرش پر سوتے تھے اور احمد خود مچان پر سوتے تھے۔ دونوں بھائیوں نے گھر حاصل کرنے کے لیے بہت کوشش کی لیکن پگڑی پر گھر نہیں مل رہا تھا اور جو مل رہا تھا اس کی پگڑی زیادہ تھی۔ ایک دن ایک امیر شخص جو کسی سرکاری محکمے میں افسر رہ چکا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ ایک عالی شان کوٹھی میں رہ رہا تھا وہ

امیر آدمی اس کوٹھی کا آدھا حصہ ان دونوں بھائیوں کو دے دیتا ہے۔ اس گھر میں منتقل ہونے سے پہلے اس کوٹھی کے مالک کا نوکر دونوں بھائیوں کو خبر دار کرتا ہے کہ اس کوٹھی کا مالک اچھا آدمی نہیں ہے وہ نوکر احمد اور اس کے بھائی کو اس طرح آگاہ کرتا ہے۔

"میں تو آپ کو خبر دار کر رہا ہوں۔ آگے آپ کے مرضی، بوڑھے کے لہجے میں تلخی تھی۔ صاف بات سننا چاہتے ہیں تو وہ بھی سن لیجئے۔ یہ سالا ہمدرد بن کر پریشان اور ضرورت مند لوگوں کو اپنی کوٹھی پر بلا کر ٹھہراتا ہے۔ شروع شروع میں بڑی آو بھگت کرتا ہے۔ ایسی محبت اور شفقت جتاتا ہے کہ میں آپ سے کیا بتاؤں۔ اس نے قدرے توقف کیا۔ بعد میں عورتوں پر طرح طرح سے ڈورے ڈالتا ہے۔ ان کی عزت خراب کرتا ہے"۔(3)

اس افسانے میں معاشرتی ناہمواری کو بھی موضوع بنایا گیا ہے وہ اس طرح کہ احمد اور اس کا بھائی جس گھر میں رہ رہے تھے۔ ان کے سامنے ایک اونچی عمارت تھی۔ جس میں رہنے والے لوگ اپنا کوڑا کرکٹ کھڑکیوں سے نیچے پھینکتے تھے۔ ان میں ایک وکیل صاحب بھی تھا جو باقاعدہ اسی طرف پیشاب کرتا تھا۔ دونوں میاں بیوی نے احتجاج بھی کیا لیکن وکیل صاحب کے پروگرام میں کوئی فرق نہیں آیا اور اسی طرح کوڑا کرکٹ پھینکنے اور وکیل صاحب کے پروگرام کا سلسلہ چلتا رہا۔

اس کہانی میں مذہبی منافقت سے بھی پردہ اُٹھایا گیا ہے وہ اس طرح کہ یہ دونوں بھائی گھر کی تلاش میں ایک ایسے شخص کے پاس جاتے ہیں جو حج پر جا رہا تھا۔ اس شخص کا چہرہ نورانی لگ رہا تھا۔ خوب صورت ڈاڑھی تھی اور ہر وقت زبان پر ذکر واذکار تھا لیکن جب دونوں بھائیوں نے ان سے ان کا گھر مانگا تو انہوں نے دونوں کو بُرا بھلا کہا اور وہاں سے بے عزت کر کے نکال دیا۔ وہاں سے نکلنے کے بعد وہ دونوں ایک رنڈی سے ملتے ہیں اور وہ رنڈی عورت ان کی مدد کرتی ہے وہ اپنا گھر ان کے حوالے کرتی ہے۔ پگڑی میں رنڈی عورت دونوں بھائیوں سے ایک روپیا بھی نہیں لیتی۔ یہاں پر اس مذہبی موضوع کے حوالے سے ڈاکٹر سارہ خالد بٹ اسی طرح کہتی ہے۔

"شوکت صدیقی نے نورانی چہرے والے حج پر جانے الے بزرگ کی نسبت بختاور کو ایک بہتر انسان دکھایا ہے۔ جو دوسروں کی مجبوریوں کو سمجھتی ہے اور بغیر کسی لالچ یا صلے کے ان کی مدد کرتی ہے۔ وہ ایک طوائف ہو کر بظاہر متقی اور پرہیز گار لوگوں سے بہتر نظر آتی ہے"۔(4)

موضوعاتی مطالعے کے حوالے سے شوکت صدیقی کا افسانہ "تیسرا آدمی" بہت اہمیت رکھتا ہے اس کہانی میں رشوت خوری، قتل اور لاقانونیت جیسے موضوعات پیش ہوئے ہیں۔ اس کہانی میں وانچو اور کنور صاحب مل کر ایک کمپنی بنا رہے تھے۔ اس کمپنی کے لیے وہ سریا اور دوسری چیزیں سمگل کرتے تھے۔ اس سمگلنگ کو کامیاب بنانے کے لیے وہ راستے میں آنے والے ہر چوکی پر رشوت دیتے تھے۔ ایک رات سمگلنگ کے ٹرکوں کو اینٹی کرپشن انسپکٹر روک دیتا ہے۔ وانچو ان سے کہتے ہیں کہ معاف کیجئے۔ میں نے آج دو مرتبہ آپ کو فون کیا تھا لیکن آپ دفتر میں موجود نہیں تھے۔ اگر دفتر میں آپ سے بات ہوتی تو آپ کو اس طرح پریشانی نہ اٹھانی پڑتی۔ وانچو یہ بھی کہتا ہے کہ آپ سے پہلے یہاں انسپکٹر تیواری ہوتا تھا۔ جس کو ہم باقاعدہ بھتا پہنچاتے تھے۔ وانچو یہ کہتے ہوئے انسپکٹر کو رشوت دیتا ہے۔

"اس نے کرنسی نوٹ انسپکٹر کی جانب بڑھاتے ہوئے کہا۔ آپ سے پہلی بار ملاقات ہوئی ہے۔ کچھ نہ کچھ تو نذرانہ پیش کرنا ہی پڑے گا۔ لیجئے، ان کو رکھ لیجئے فرمائیے اور کیا سیوا کی جائے"۔(5)

اس افسانے کا بنیادی موضوع قتل اور لاقانونیت ہے۔ وانچو کامیاب سمگلنگ کے بعد ٹرکوں کو کمپنی تک پہنچاتا ہے۔ وہاں ان کا دوست کنور صاحب وانچو سے کہتا ہے کہ چیف اکاؤنٹنٹ دیپ چند کو ہماری بدعنوانیوں کے بارے میں معلوم ہو چکا ہے۔ اس لیے دونوں نے مل کر دیپ چند کا قتل کیا۔ دیپ چند کے قتل کے بعد وہ پولیس کو رشوت دیتے ہیں اور دیپ چند کی موت کو حادثہ قرار دیتے ہیں۔ اسی طرح دونوں قانون کی گرفت سے بھی صاف بچ کر نکلتے ہیں۔

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617
Vol.7 No.3 2024

شوکت صدیقی کے افسانہ "عشق کے دوچار دن" میں رومانوی موضوع بیان ہوا ہے۔اس کہانی میں سیمااور فرقان کی داستان عشق ہے۔فرقان اور سیما کے والد کرنل ناصر ایک مرتبہ اکھٹے سفر کرتے ہیں۔دونوں ایک دوسرے کے ساتھ خوب باتیں کرتے ہیں۔جس سے واقفیت بڑھتی ہے۔دونوں رات کو دیر سے پہنچتے ہیں تو فرقان کرنل ناصر کے گھر رات گزارنے کے لیے ٹھہرتے ہیں۔وہ رات سیما کے کمرے میں گزارتے ہیں۔سیمااس رات اپنی بیمار ماں کے ساتھ ہسپتال میں ہوتی ہے۔فرقان صبح چائے پی رہا ہوتا ہے کہ اس دوران سیما کے کمرے سے غصے کی آواز آرہی تھی کہ رات میرے کمرے میں کون سویا تھا۔جس نے میرے کمرے کی یہ حالت کردی ہے۔فرقان چائے پینے کے بعد ہوٹل چلا جاتا ہے اور کل دوبارہ کرنل ناصر کے گھر آتا ہے۔اس وقت کرنل گھر پر نہیں ہوتا تو فرقان سیدھا سیما کے کمرے میں چلا جاتا ہے اور ان سے کہتا ہے کہ میں ملازم کی حماقت کی وجہ سے آپ کے کمرے میں سویا تھا۔جس کے لیے میں شرمندہ ہوں۔اس دن فرقان نے جب سیما کو دیکھا تو پہلی ہی نظر میں فرقان اس پر عاشق ہو جاتا ہے۔اب روازنہ فرقان ان کے گھر آتا تھا لیکن سیما ہمیشہ اس کو نظرانداز کرتی تھی۔ایک دن فرقان کمرے میں اکیلا ہوتا ہے تو وہ ایش ٹرے اٹھاتا ہے اور زور سے دیوار پر دے مارتا ہے جس سے ایش ٹرے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتی ہے۔پھر ایش ٹرے کا ایک ٹکڑا اٹھاتا ہے اور کلائی پر رکھ کر کھال کو چیر ڈالتا ہے جس سے اس کی کلائی لہولہان ہو جاتی ہے۔اسی عالم میں وہ سیما کے کمرے میں پہنچتا ہے۔سیما خوف زدہ ہو جاتی ہے۔پھر سیمااس کی کلائی پر مرہم پٹی کرتی ہے تو اس دوران وہ سیما کی گردن کو چومتا ہے اور پھر دونوں کی محبت شروع ہو جاتی ہے۔

> "سیما جھکی ہوئی اس کی کلائی پر پٹی باندھنے میں مشغول تھی۔اس کی گردن خم کھا کر فرقان کے سینے کے بہت قریب آگئی تھی۔اجلی اجلی جلد پر نیلی نیلی رگیں ابھری ہوئی تھی۔فرقان نے بلاجھجک اس کی گردن کو چوم لیا۔اس کے نرم ونازک رخساروں کو اپنے بڑے بڑے بھدے ہاتھوں میں لے کر بے ڈھنگے پن سے بولا۔سیما تم سے وہ کیا کہتے ہیں۔کچھ محبت وحبت ہوگئی ہے"۔(6)

یوں اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے تو شوکت صدیقی کے افسانوں میں موضوعاتی تنوع پایا جاتا ہے۔انہوں نے جن موضوعات کو استعمال کیا ہے۔یہ سارے موضوعات انہوں نے اپنے معاشرے سے لیے ہیں۔ان کے افسانے پڑھتے ہوئے ایسا لگتا ہے کہ یہ سارے واقعات ہمارے معاشرے کا بنیادی جز ہیں۔کہیں بھی یہ موضوعات غیر مانوس نہیں لگتے۔ان کے کردار ہمارے معاشرے کے عام کردار ہیں۔شوکت صدیقی کے افسانوں کا ہیرو عام کردار کی طرح ہوتا ہے وہ عام مسائل کا شکار ہو جاتا ہے۔وہ افسانے کے آخر تک ایک جیسا رہتا اور کوئی بڑا کارنامہ سرانجام نہیں دیتا کیوں وہ گوشت پوست کا عام انسان ہے۔ان کے افسانوں کے طاقتور کردار کہانی کے شروع سے لے کر آخر تک ایک جیسے ہوتے ہیں۔وہ قانون توڑتے ہیں نہ کوئی ان سے پوچھ سکتا ہے اور نہ ان کو کوئی سزا ملتی ہے بلکہ ایک جرم کے بعد دوسرا جرم جنم لیتا ہے۔

حوالہ جات

1. انوار احمد ڈاکٹر،"شوکت صدیقی شخصیت اور فن" اکادمی ادبیات پاکستان، اسلام آباد، 2006ء، ص 11
2. محمد علی منظر("شوکت صدیقی سے یہ گفتگو" 8 ستمبر 1994ء کو ان کی رہائش گاہ پر ریکارڈ کی گئی) سہ ماہی انشاء، حیدر آباد، شمارہ 6 جنوری تا مارچ 1995ء، ص 94
3. شوکت صدیقی،"کیمیا گر، رکتاب پبلی کیشنز، کراچی، 2015ء، ص 79-80
4. سارہ خالد بٹ ڈاکٹر،"شوکت صدیقی کے افسانے اور ناول کا اسلوبیاتی مطالعہ"، جی۔سی یونیورسٹی لاہور، غیر مطبوعہ مقالہ برائے پی ایچ۔ڈی س۔ن، ص 126
5. شوکت صدیقی،"تیسرا آدمی"، رکتاب پبلی کیشنز، کراچی، 2015ء، ص 135
6. شوکت صدیقی،"اندھیرا اور اندھیرا، رکتاب پبلی کشینز، کراچی، 2009ء، ص 190